مرد جری شہید اسلام

ڈاکٹر قمر احسان
گولڈ میڈلسٹ (شاہ کوٹ)

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید رحمۃ اللہ علیہ

''اگر بزدلی قوموں کو بچاتی تو بہادروں کو کبھی موت نہ آتی''۔

یہ الفاظ ایسے ہی ایک بہادر کے ہیں جو ایک چمن کا مالی تھا جس نے ایک ایک پھول کو کھلنا سکھایا تھا۔ اور اپنی قدر و قیمت بتائی تھی۔ اور اسی چمن کی رکھوالی کرتے ہوئے شہید ہو گیا۔

اگر آج حالات کے تناظر میں دیکھا جائے تو علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کا سولہ سال قبل فرمایا ہوا آج بھی حرف حرف سچ ثابت ہو رہا ہے۔ مسلمان اس وقت تک غلبہ حاصل نہیں کر سکتے جب تک اپنی زندگیوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق استوار نہیں کر لیتے۔ باطل قوتیں ہمیشہ سے اسلام کے مقابلہ میں زیادہ تعداد میں رہیں ہیں لیکن ایمانی قوت، اور اسلامی شعائر کی پابندی نے ہمیں باطل قوتوں پر حکومتیں عطا کیں آپ کا آخری خطاب بھی اسی حوالہ سے تھا جس میں آپ نے جرات اور بہادری کے ساتھ مسلمانوں کو اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں سے آگاہ کیا۔ کہ اس وقت ہم 313 تھے تو اللہ نے ہمیں نصرت عطا فرمائی، کیوں؟ اس لئے کہ ہم غیر اللہ سے منہ موڑ چکے تھے۔ اللہ پر کامل ایمان تھا، عقیدہ توحید پر کاربند تھے، اور اللہ کے پیارے نبی کی تعلیمات پر عمل پیرا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں باطل قوت کے خلاف غلبہ عطا کیا۔ آج جب ہم دنیا کے حالات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں کہیں بھی کوئی غیر مسلم ظلم و ستم کی چکی میں پستا دکھائی نہیں دیتا جہاں کہیں بھی اگر خون کی ہولی کھیلی جا رہی ہے وہ خون مسلم ہے۔

بزدلی قوم کو بچا سکی اور نہ ہی بھاری مینڈیٹ کی کرسی بچ سکی۔ کیونکہ بزدلی سے قومیں نہیں بچتی، بلکہ بزدلی تو انسان کو ذلیل و خوار کر کے چھوڑتی ہے۔

اگر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کی زندگی کا طائرانہ جائزہ لیا جائے تو آپ کی پوری زندگی میں کوئی ایک لمحہ اور واقعہ ایسا نہیں ہے جسمیں کوئی جھول نظر آتی ہو۔ بزدلی کا کوئی شبہ دکھائی دیتا ہو۔ کبھی پیچھے ہٹنے کی بات کی ہو، آپؒ کی شجاعانہ جرات کی ایک مثال، جب تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران ایک جلوس کو مال روڈ پر ملٹری نے سرخ لکیر عبور کرنے کے ''جرم'' میں گولی کی نوید سنائی تو پورے جلوس میں صرف آپؒ آگے بڑھے اور سرخ لکیر کو ٹھوکر مارتے ہوئے سینے کے بٹن کھول کر للکارتے ہوئے کہا ''میں لائن عبور کر چکا ہوں اگر تمہارے اندر ہمت ہے تو میرا سینہ گولیوں سے چھلنی کر دو۔ ہم نے جھپٹنا سیکھا ہے پلٹنا نہیں، ہمیں آگے بڑھنا آتا ہے پیچھے ہٹنا نہیں''۔

اگر علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کی زندگی کا طائرانہ جائزہ لیا جائے تو آپ کی پوری زندگی میں کوئی ایک لمحہ اور واقعہ ایسا نہیں ہے جسمیں کوئی جھول نظر آتی ہو۔ بزدلی کا کوئی شبہ دکھائی دیتا ہو۔ کبھی پیچھے ہٹنے کی بات کی ہو، آپ کی شجاعانہ جرات کی ایک مثال، جب تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران ایک جلوس کو مال روڈ پر ملٹری نے سرخ لکیر عبور کرنے کے ''جرم'' میں گولی کی نوید سنائی تو پورے جلوس میں صرف آپ آگے بڑھے اور سرخ لکیر کو ٹھوکر مارتے ہوئے سینے کے بٹن کھول کر للکارتے ہوئے کہا ''میں لائن عبور کر چکا ہوں اگر تمہارے اندر ہمت ہے تو میرا سینہ گولیوں سے چھلنی کر دو۔ ہم نے جھپٹنا سیکھا ہے پلٹنا نہیں، ہمیں آگے بڑھنا آتا ہے پیچھے ہٹنا نہیں''۔

آپ کی پوری زندگی بہادری، جرات دلیری اور شجاعت کی علامت ہے اور تو موت کی وادیوں

میں جانے سے بھی مرتا نہیں کیونکہ اس کی بہادری کے انمٹ نقوش رہتی دنیا تک لوگوں کے دلوں میں بسیرا کرتے ہیں آج اگر اہلحدیث کا بچہ بچہ علامہ کا دیوانہ نظر آتا ہے تو اس کے پس منظر میں آپ کی خطابت، بہادری اور سچائی کارفرما ہے۔ جو سولہ برس گزرنے کے باوجود اپنا گرویدہ کئے ہوئے ہے۔

گو کہ آج دکھی دل کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم میں آج وہ آواز موجود نہیں وہ جرات موجود نہیں کہ ہم حق اور سچ کی آواز کو بہادری سے کہہ سکیں۔ آج پورا چمن اداس ہے۔ کسی کوئل کی دلنشیں آواز نہیں آج بھی پھول تو کھلتے ہیں لیکن ان کی خوشبو کو محسوس کرنے والا کوئی نہیں۔

آپ کی بہادری کے کون کون سے موضوع زیر بحث لاؤں کوئی ایک اسٹیج ہو تو بیان کروں۔ آپ تو میرہومن صفات کی حامل شخصیت تھے۔ آپ کی شہادت پر کئی اسباب پر غور کیا گیا اس کی وجہ آپ کی ہشت پہلو شخصیت تھی حق اور سچ کے سامنے کوئی ہو آپ سے بچ نہیں سکتا تھا چاہے وہ حکمران ہوں، وزیر مشیر ہوں، کوئی مذہبی فرقہ ہو، بلکہ آپ کا پسندیدہ موضوع تحریر ''فرق'' تھا جس سے جگہ جگہ مخالفتیں دامن میں سمیٹنا پڑیں۔

مرزائیوں کے خلاف زمانہ طالب علمی سے ہی پنجہ آزمائی شروع کر دی اور پورے عرب میں مرازائیوں کو ننگا کر دیا اور مرتے دم تک ختم نبوت کی حفاظت کرتے رہے۔ رافضیت کے خلاف ان حقائق کو سامنے لائے، خود فرمایا ''شیعہ سوگواران حسین نہیں، سوداگران حسینؓ ہیں'' تک کہا مخالفین سے گالیاں کھائیں لیکن سچ کہنے میں ذرا برابر لرزش نہیں آئی اور بہادری کے ساتھ عظمت صحابہؓ کو بلند کرتے رہے۔

بریلویت کی بیخ کنی کی۔ پوری بریلویت سراپا احتجاج بن گئی کہ آپؒ کی کتاب کی اشاعت پر پابندی لگائی جائے لیکن کوئی مائی کا لال جرات نہ کر سکا۔ کیسے کوئی جرات کر سکتا تھا کہ آپؒ نے ان کا چہرہ ہی ان کو دکھایا تھا یعنی بقول آپؒ کے بات ان کی زبان ہماری، آپؒ نے بدعت کے خلاف زبان اور قلم دونوں سے جہاد کیا۔

حکومتوں کے غیر شرعی احکام کے خلاف عوام میں شعور پیدا کیا اور ہر جگہ ہر شہر میں بڑے بڑے جلسے منعقد کئے اور عام کو حکمرانوں کے کرتوت بتائے۔ آپؒ کی شعلہ بار خطابت کا نشانہ بھٹو اور ضیاء الحق جیسے آمر بنے ان دونوں حکمرانوں نے آپ کو ہر طرح سے جسمانی، ذہنی اذیتیں دیں لیکن آپ کی ہمت اور حوصلہ میں ذرا کمی نہ آئی۔

آج دکھی دل کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم میں آج وہ آواز موجود نہیں وہ جرات موجود نہیں کہ ہم حق اور سچ کی آواز کو بہادری سے کہہ سکیں۔ آج پورا چمن اداس ہے۔ کسی کوئل کی دلنشیں آواز نہیں آج بھی پھول تو کھلتے ہیں لیکن ان کی خوشبو کو محسوس کرنے والا کوئی نہیں

ملک کے کونے کونے کے اہلحدیث جو خواب غفلت میں سوئے ہوئے تھے۔ آپ نے انہیں جگایا اور اپنے اکابرین کے کارناموں سے آگاہ کیا اہلحدیثوں کی بہادری اور شجاعت سے بھری ہوئی تاریخ کو ایک بار پھر دہرایا اور فرمایا کہ اٹھو! آج پھر تمہاری ضرورت ہے۔ سچائی کو آج پھر اہلحدیث کی ضرورت ہے۔ کلمہ حق کو بلند کرنے کیلئے آج پھر اہلحدیث کے سروں کی ضرورت ہے اور آپؒ نے خود اس کارواں کا سالار بن کر سب سے پہلے اپنی گردن کو کٹوایا۔

حق اور سچ ہر دور میں غالب رہا اور اس کے متوالے بھی ہر دور میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید ۳۱ مئی ۱۹۴۵ء بمطابق ۱۸ جمادی الاول بروز جمعرات سیالکوٹ کے محلہ احمد پورہ میں ایک دیندار گھرانے کے فرد حاجی ظہور الٰہی کے گھر پیدا ہوئے۔ آپؒ اپنے سب بہن بھائیوں میں سے بڑے تھے۔ آپ کے والد محترم امام العصر حضرت مولانا ابراہیم میر سیالکوٹی کے عقیدت مندوں اور مداحوں میں سے تھے انہیں شروع وقت سے شوق تھا کہ اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ کریں۔

ابتدائی تعلیم آپ نے اپنے محلہ کے پرائمری اسکول سے حاصل کی سکول کی تعلیم کے دوران ہی آپ کو قرآن مجید حفظ کرنے کیلئے اونچی مسجد پنساریاں میں بھیجا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے خصوصی کرم اور خداداد ذہانت وفطانت کی بنا پر آپؒ نو برس کی عمر میں ہی قرآن مجید کو حفظ کرنے کی سعادت حاصل کر چکے تھے۔ یہ ایک اعزاز ہے کہ اتنی کم عمر میں قرآن پاک نہ صرف حفظ کیا بلکہ اسی سال نماز تراویح میں سنا بھی دیا۔

ابتدائی دینی تعلیم مدرسہ شہابیہ سے حاصل کی اس کے بعد جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ چلے آئے جہاں محدث العصر حافظ محمد گوندلویؒ کا چشمہ فیض جاری وساری تھا۔ ان سے آپ نے کتب احادیث پڑھیں یہاں سے فراغت کے بعد جامعہ سلفیہ فیصل

آباد میں داخل ہو گئے۔ جہاں ماہر علوم وفنون عقلیہ حضرت مولانا محمد شریف اللہ سے آپ نے معقولات کا درس لیا۔۱۹۶۰ میں دینی علوم کی تحصیل سے فراغت پائی۔ اور پنجاب یونیورسٹی سے عربی میں بی۔اے آنرز کی ڈگری لی۔ کراچی یونیورسٹی سے لاء کا امتحان پاس کیا۔ 1960ء ہی میں ایم۔ اے فارسی اور 1961ء میں ایم۔اے اردو کے امتحانات پاس کیے۔

[illegible]

اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے جامعہ اسلامیہ (مدینہ یونیورسٹی) مدینہ منورہ میں داخل ہو گئے۔ جامعہ اسلامیہ میں آپ دوسرے پاکستانی طالب علم تھے۔ وہاں آپ نے درج ذیل اساتذہ کرام سے کشت علم کو سیراب کیا۔

(۱) الشیخ علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

(۲) محدث کبیر محقق اصولی شیخ محمد امین الشنقیطی

(۳) الشیخ عبدالقادر شیبۃ الحمد مصری

(۴) عطیہ محمد سالم قاضی مدینہ منورہ

(۵) عبدالعزیز بن باز رئیس ادارۃ البحوث الاسلامیہ والدعوۃ والارشاد ریاض

(۶) شیخ عبدالمحسن العباد

مدینہ منورہ زمانہ طالب علمی کے دوران ''القادیانیۃ دراسات وتحلیل'' کے نام سے ترتیب دی دراصل یہ کتاب علامہ شہیدؒ کے ان لیکچرز پر مشتمل ہے۔ جو انہوں نے اپنی کلاس کے طلباء کو اپنے اساتذہ کی جگہ پر دیئے۔ کیونکہ اس موضوع پر عرب اساتذہ کی معلومات نہ ہونے کے برابر تھیں۔ جب یہ کتاب طبع ہونے لگی تو پبلشر نے علامہ سے کہا کہ اگر مولف کے طور پر آپ کے نام کے ساتھ طالب علم مدینہ یونیورسٹی کی بجائے خریج جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ لکھ دیا جائے تو اس سے کتاب کی اہمیت دوگنا ہو جائے گی۔ علامہ شہیدؒ نے پبلشر کی اس خواہش کو وائس چانسلر کے سامنے رکھا تو انہوں نے اس معاملہ کو جامعہ کی کورننگ باڈی کیسامنے پیش کیا جس نے اس کتاب کے بارے میں فیصلہ دیا کہ احسان الٰہی ظہیر کو اپنے کتاب پر اپنے نام کے ساتھ خریج جامعہ اسلامیہ کی اجازت دے دی جائے۔ لہٰذا آپ کو یہ اجازت مل گئی۔ جب اجازت مل گئی تو علامہ وائس چانسلر سے ازراہ تفنن یہ کہا کہ یا شیخ اگر میں امتحان میں فیل ہو گیا تو وائس چانسلر نے فوراً کہا کہ اگر احسان الٰہی ظہیر فیل ہو گیا تو ہم یونیورسٹی بند کر دیں گے۔ علمی وتعلیمی دنیا میں یہ اعزاز یقیناً منفرد اور اپنی مثال آپ ہے۔

1970 میں آپ مدینہ یونیورسٹی سے 93,1/2 فیصد نمبر حاصل کر کے ریکارڈ کیساتھ فارغ ہوئے آج تک کوئی عربی بھی شاید اس عجمی کا ریکارڈ نہیں توڑ سکا۔ آپ کی مذکورہ کتاب کے پبلشر کو مختصر مدت میں کئی ایڈیشن چھاپنے پڑے۔

1965ء میں آپ کا ایک عربی مضمون اس سال کا ادب پارہ قرار پایا تھا جو کویت کے ایک جریدے میں شائع ہوا تھا۔ مدینہ یونیورسٹی سے فراغت کے بعد آپ کو وہیں منصب تحقیق وتدریس پیش کیا گیا لیکن آپ نے اس پیش کش کے مقابلے میں وطن کی خدمت کو ترجیح دی۔ وطن واپسی پر آپ نے ''چٹان''،''لیل ونہار'' اور ''اقدام'' جیسے رسائل و جرائد میں لکھنا شروع کیا۔ اردو میں ''اسلام اور مرزائیت'' کے نام سے بلند پایہ کتاب لکھی۔ نیز پنجاب یونیورسٹی سے عربی، اسلامیات، فلسفہ، تاریخ اور سیاست میں ایم اے کے امتحانات میں نمایاں کامیابی حاصل کی۔ جمعیت اہلحدیث کے جریدے ہفت روزہ الاعتصام اور بعد میں ہفت روزہ اہلحدیث کے مدیر رہے۔ ادارتی خدمات کے ساتھ ساتھ آپ تاریخی جامع مسجد اہلحدیث چینیاں والی لاہور میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے لگے اور یہ سلسلہ شہادت تک قائم رہا۔ 20 مارچ کے خطبہ جمعہ میں آپ نے اعلان فرمایا کہ آج کا خطبہ جمعہ چینیاں والی مسجد میں آخری خطبہ جمعہ ہے۔ یہ اعلان سنتے ہی تمام سامعین رونے لگے اور واقعی یہ خطبہ جمعہ آپ کا آخری خطبہ جمعہ ثابت ہوا۔ آپ نے اپنا ماہنامہ'' ترجمان الحدیث'' جاری کیا جو اپنی اشاعت کے دن سے لیکر بغیر کسی انقطاع کے آج تک خدمت دین میں معروف ہے۔

1968 میں آپ کی سیاسی سرگرمیوں کا آغاز ہوا۔ جب آپ نے خطبہ عید میں ایوب خان کے خلاف پہلی سیاسی تقریر کی۔ بعد میں بھٹو دور میں قید و بند کی صعوبتوں سے دو چار رہے۔ بنگلہ دیش نامنظور تحریک میں بھی آپ نے بھرپور حصہ لیا۔ 1972 میں آپ تحریک استقلال میں شامل ہو گئے۔ پہلے آپ پارٹی کی ورکنگ کمیٹی میں شامل

رہے بعد میں آپ کو مرکزی سیکرٹری اطلاعات بنا دیا گیا۔ 1977 میں بعض اختلافات کی بنا پر آپ تحریک استقلال سے مستعفی ہو گئے۔ پھر آپ نے جمعیت اہلحدیث کو از سر نو منظم کرنے کا پروگرام بنایا۔

صدر ضیاء الحق نے آپ کو علماء کی ایڈوائزری کونسل کا رکن بھی نامزد کیا تھا۔ لیکن آپ نے استعفیٰ دے دیا۔ 1981 میں جمعیت اہلحدیث پاکستان کی طرف سے جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ میں ایک کنونشن بلایا گیا جس میں حضرت مولانا محمد عبداللہ کو امیر اور مولانا محمد حسین شیخوپوری کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ جمعیت اہلحدیث کے دو دھڑوں کی وجہ سے کافی انتشار رہا۔ مولانا محمد حسین شیخوپوری نظام سے مستعفی ہو گئے۔ تو علامہ شہید ناظم اعلیٰ کے منصب پر فائز ہوئے۔ آپ نے بڑی جانفشانی سے جمعیت کو منظم کر کے اس میں ایک تحریک وتموج پیدا کر دیا۔ آپ نے اجتماعات و پریس کانفرنس کر کے جمعیت میں ایک نئی روح پھونک دی۔ مسلک اہلحدیث کا بچہ بچہ اور ہر پیر و جوان آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے میدان عمل میں سربکف نظر آیا۔

18 اپریل 1986 کو موچی دروازہ لاہور، 2 مئی 1986 سیالکوٹ اور 9 مئی 1986 کو گوجرانوالہ میں جمعیت اہلحدیث پاکستان کے سیاسی جلسہ ہائے عام میں آپ نے جمعیت کے سیاسی موقف کو جس بھرپور اور موثر انداز میں پیش کیا وہ آپ کا ہی خاصہ ہے۔ آپ کی تقریر کو بیانات کو اہم ملکی اخبارات نے شہ سرخیوں سے شائع کیا۔ علامہ نے سیاسی طور پر جمعیت کی آبیاری کی اور اہلحدیث افراد میں سیاسی سوجھ بوجھ اور بصیرت پیدا کرنے کیلئے اپنے جماعتی پلیٹ فارم سے آواز بلند کی۔ اس سے قبل اہلحدیث کا ملکی سیاست میں کوئی رول نہیں تھا۔ علاوہ ازیں آپ نے جمعیت اہلحدیث پاکستان کے مرکز اور دفاتر کیلئے دوستوں کے تعاون سے انتہائی خطیر رقم صرف کر کے 53 لارنس روڈ پر ایک وسیع و عریض جگہ حاصل کی۔ آپ اس مرکز میں جدید طرز پر ایک مسجد، ہسپتال، مدرسہ، آڈیٹوریم، اور جمعیت کے دفاتر قائم کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ لیکن اللہ کو کچھ اور ہی منظور تھا۔

علامہ صاحب نے مختلف ممالک کے تبلیغی سفر کیے اور سعودی عرب و دیگر عرب ممالک کے علاوہ بیلجیم، ہالینڈ، سویڈن، ڈنمارک، اسپین، اٹلی، فرانس، جرمنی، انگلینڈ، یوگوسلاویہ، پانامہ، گھانا، نائجیریا، کینیا، جنوبی کوریا، جاپان، فلپائن، ہانگ کانگ، تھائی لینڈ، امریکہ، چین، عراق، افغانستان، ہندوستان میں مختلف علمی اجتماعات اور تبلیغی کانفرنسوں سے خطاب کیا۔

> اللہ تعالیٰ کے خصوصی کرم اور خداداد ذہانت و فطانت کی بنا پر آپ نو برس کی عمر میں ہی قرآن مجید کو حفظ کرنے کی سعادت حاصل کر چکے تھے۔ یہ ایک اعزاز ہے کہ اتنی کم عمر میں قرآن پاک نہ صرف حفظ کیا بلکہ اسی سال نماز تراویح میں سنا بھی دیا۔

اتنے اژدہام کار تقریری و تبلیغی اور اداراتی مصروفیات کے باوجود آپ نے عربی ادب میں شاندار اضافہ کیا اور مختلف فرق باطلہ پر انتہائی مدلل و مستند کتب تحریر کی ہیں۔ آپ کی یہ کتب جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سعودی عرب و دیگر اسلامی ممالک کی یونیورسٹیوں کے نصاب میں شامل ہیں۔

علامہ حافظ احسان الٰہی ظہیر کی شخصیت ملکی اور بین الاقوامی سطح پر تعارف کی محتاج نہیں رہی۔ عوامی حلقوں میں وہ ایک بلند پایہ، ممتاز اور منفرد خطیب کی حیثیت سے معروف تھے۔ ان کی خطابت کا جاہ و حشم رعب و داب، ولولہ ہمہمہ اور طنطنہ ہر موافق و مخالف سے خراج تحسین وصول کر چکا ہے۔ علمی حلقوں میں آپ ایک قد آور علمی شخصیت مانے گئے۔ اردو کے ساتھ ساتھ عربی کے ایک ممتاز اور قادر الکلام متکلم۔ ادیب اور عالم دین تھے۔ علم دین کے ہر شعبے میں آپ کو کامل دسترس حاصل تھی۔

جمعیت اہلحدیث کے ناظم اعلیٰ، خطیب عرب وعجم، مقرر شعلہ بیاں، بیدار مغز، سیاستدان، ادیب، مایہ ناز مفکر و مصنف، حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر 23 مارچ 1987 کو بمطابق 29 جمادی الاخری 1407ھ بروز پیر نماز فجر کے بعد 4 بجے صبح ریاض میں زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے شہید ہو گئے۔ آپ کی عمر تقریباً 42 برس تھی۔

آپ کی شہادت 23 مارچ 1987 کو قلعہ لچھمن سنگھ فوارہ چوک راوی پارک لاہور میں اہلحدیث یوتھ فورس کے زیر اہتمام جلسہ سیرت النبی میں خطاب کے دوران سٹیج پر بم دھماکے میں زخمی ہونے کی وجہ سے ہوئی۔ آپ کے ساتھ آپ کے جان نثار ساتھی بھی جام شہادت نوش فرما گئے اور بہت سارے زخمی بھی ہوئے۔